83806 ـ اپنی حركات و كلام سے دوسرے كو تكليف دينے والے شخص كى موجودگى ميں دعوت وليمہ ميں شريك ہونا

سوال

كيا كسى مسلمان شخص كے ليے اپنے قريبى رشتہ دار كى دعوت وليمہ قبول نہ كرنا جائز ہے ـ وہ ہر وقت ان رشتہ داروں كے ہاں آتا جاتا رہا ہے ـ ليكن اس دعوت ميں كچھ ايسے رشتہ دار بھى شريك ہونگے جو اسے اپنى حركات و سكنات اور كلام سے اذيت ديتے ہيں ؟
اور كيا بہن كے ليے اپنے بڑے بھائيوں كے ساتھ ملاقات ميں كمى كرنا جائز ہے كيونكہ وہ اس كا خيال نہيں كرتے اور اس سے نرمى و رحمدلى كے ساتھ پيش نہيں آتے، حالانكہ چھوٹى بہن انہيں كوئى تكليف نہيں ديتى، ليكن اس كے باوجود بھائى نہ تو اس سے تعلق ركھتے ہيں اور نہ ہى اس كا حال تك نہيں پوچھتے صرف اپنے بہنوئى يعنى اس كے خاوند سے ہى تعلق ركھتے ہيں يا پھر اپنى بيويوں كو اس سے رابطہ ركھنے كا كہتے ہيں تو كيا اسے بھائيوں سے پھر بھى صلہ رحمى كرنى چاہيے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر تو يہ دعوت وليمہ ہے يعنى نكاح وليمہ ہے تو جمہور علماء كرام كے ہاں يہ دعوت شخصى طور پر قبول كرنى واجب ہے، ليكن اگر يہ عام سى دعوت ہے جس كے نام كى تعيين نہيں كى گئى تو پھر اس كا وہاں جانا واجب نہيں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ابن عبد البر كہتے ہيں كہ: وليمہ كى دعوت ديے جانے والے شخص كے ليے دعوت وليمہ قبول كرنا اور اس ميں جانا واجب ہے اگر اس ميں كوئى لہو لعب اور موسيقى وغيرہ نہ ہو، امام مالك اور امام شافعى اور امام ابو حنيفہ رحمہ اللہ كا بھى يہى قول ہے..

كيونكہ ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما سے مروى ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم ميں سے كسى كو وليمہ كى دعوت دى جائے تو اسے اس دعوت ميں جانا چاہيے "

اور ایك روایت كے الفاظ ہیں:

رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تمہیں یہ دعوت دی جائے تو اسے قبول كرو "

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

" سب سے برا كھانا ولیمہ كا وہ كھانا اور دعوت ہے جس میں مالداروں كو دعوت دی جائے اور فقراء و غریب لوگوں كو چھوڑ دیا جائے، اور جس نے دعوت قبول نہ كی اس نے اللہ اور اس كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم كی نافرمانی كی "

اسے بخاری نے روایت كیا ہے.

ان كے فرمان: " ولیمہ كا كھانا سب سے برا ہے " كا معنی یہ ہے كہ جس دعوت ولیمہ میں مالدار قسم كے افراد كو دعوت دی جائے اور غریب و مسكین قسم كے لوگوں كو مدعو نہ كیا گیا ہو، ان كی مراد یہ نہیں ہے كہ ولیمہ كی دعوت سب سے بری دعوت ہے.

جس شخص كو مدعو كیا جائے اس معین شخص كے لیے دعوت ولیمہ میں شركت كرنا واجب ہے، یا كسی گروپ كو دعوت ملے تو بھی اس معین كردہ گروپ پر دعوت ولیمہ میں شركت كرنا واجب ہو گا.

اور اگر دعوت دیتے ہوئے كوئی یہ كہے: لوگو دعوت ولیمہ میں آنا اور اس دعوت كو قبول كرو تو پھر اس دعوت میں جانا واجب نہیں، اور نہ ہی مستحب ہے، بلكہ اس دعوت ولیمہ میں شریك ہونا جائز ہو گا؛ كیونكہ یہ عمومی دعوت میں شامل ہوتی ہے " انتہی

دیكھیں: المغنی ابن قدامۃ (7 / 213) مختصرا

دوم:

اور اگر ولیمہ كی دعوت میں كوئی ایسا شخص بھی آیا ہو جو اسے تكلیف و اذیت دیتا ہے تو اس ولیمہ میں جانا واجب نہیں بلكہ اس كے لیے دعوت ولیمہ كو ترك كرنے میں یہ عذر بن جائیگا.

بعض فقھاء نے ایسا ہی بیان كیا ہے، لیكن اسے چاہیے كہ وہ دعوت دینے والے شخص سے معذرت كر لے، یا پھر وہاں جائے لیكن جلد واپس نكل آئے.

تحفة المحتاج میں دعوت ولیمہ کی شروط بیان کرتے ہوئے درج ہے:

" اور وہ دعوت ایسی جگہ نہ ہو جہاں ایسے مدعوین بھی ہوں جو کسی ظاہری عداوت و دشمنی کی وجہ سے اسے تکلیف دیں یا پھر حسد کرتے ہوں یا پھر وہاں ایسے افراد ہوں جن کے ساتھ بیٹھنا اس کی شایان شان نہ ہو مثلا رذیل قسم کے لوگ " انتہی

دیکھیں: تحفة المحتاج (7 / 430).

سوم:

اور اگر ولیمہ کی دعوت نہ ہو بلکہ کوئی عام دعوت اور تقریب ہو تو اس کو قبول کرنا واجب نہیں، چاہے اس میں کسی معین شخص کو مدعو کیا گیا ہو.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ختنہ وغیرہ اور ولیمہ کے علاوہ باقی ہر قسم کی دعوت کا حکم مستحب ہے، کیونکہ اس میں کھانا کھلایا جاتا ہے، اور اس میں شرکت اور اس دعوت کو قبول کرنا مستحب تو ہے لیکن واجب نہیں، امام مالك امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامة (7 / 218).

اس بنا پر اگر یہ دعوت ولیمہ نہیں تو آپ کے لیے اس طرح کی دعوت کو چھوڑنا اور وہاں نہ جانے میں کوئی حرج ہیں.

چہارم:

عورت کا اپنے بہن بھائیوں سے صلہ رحمی کرنا اور رشتہ و تعلق داری رکھنا یقینی طور پر شرعی امر ہے؛ کیونکہ کتاب و سنت میں صلہ رحمی اور رشتہ داریاں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور قطع تعلقی اور قطع رحمی کرنا حرام ہے، اور یہ صلہ رحمی ایك دوسرے سے رابط رکھنے اور حال دریافت کرنے سے ہوتی ہے انسان میں جتنی استطاعت ہو اس کے مطابق اسے یہ کام ضرور کرنا چاہیے.

آپ کو چاہیے کہ اس عظیم رشتے اور ناطے میں آپ کوتاہی مت کریں، اور بھائیوں کی طرف سے سختی اور آپ کے ساتھ مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش نہ آنا آپ کو ان سے قطع رحمی پر نہ ابھارے، بلکہ آپ کو ان سے صلہ رحمی کا اجروثواب حاصل ہو گا، چاہے وہ آپ سے اس سلسلہ میں کمی و کوتاہی بھی کریں.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یہ صلہ رحمی نہیں کہ جو صلہ رحمی کرے اس سے بدلے میں صلہ رحمی کی جائے، لیکن صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے اس کے رشتہ داروں نے قطع تعلقی کی ہو اور وہ ان سے صلہ رحمی سے پیش آتا ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5645).

یعنی جو اپنے رشتہ داروں کو صلہ رحمی کرنے کا بدلہ دیتے ہوئے ان سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اگر وہ اچھا برتاؤ کرتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، یہ شخص صلہ رحمی نہیں کر رہا جس طرح شریعت نے چاہا ہے، بلکہ یہ تو اس کا بدلہ چکا رہا ہے، بلکہ شرعی طور پر تو صلہ رحمی اس طرح مطلوب ہے کہ جو رشتہ دار اس کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ نہیں کرتے بلکہ اس سے برا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک اور بہتر برتاؤ کرے تو یہ صلہ رحمی ہو گی.

لیکن اگر زیادہ ملاقات اور میل جول سے نفرت پیدا ہوتی ہے تو پھر اس میں کمی کرنا اور وقتا فوقتا میل جول کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ان سے رابطہ اور تعلق قائم رکھے، اور ٹیلی فون وغیرہ پر حال دریافت کرتا رہے.

لیکن اس سے بھی بہتر اور اچھا تو یہ ہے کہ آپ اور آپ کے بھائیوں میں رنجش اور غلط فہمی ہے وہ دور کریں، اور بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات اچھے اور بہتر کرنے میں پوری کوشش کریں کیونکہ دنیا و آخرت میں آپ کے لیے یہی بہتر ہے.

واللہ اعلم .